

## سوال

عاریت کا معنی کیا ہے اور اس کے کیا احکام ہیں؟

## پسندیدہ جواب

الحمد لله.

فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے عاریت کی تعریف یہ کی ہے کہ :

کسی معین اور مباح چیز کا نفع لینا جس کا نفع لینا مباح ہو اور نفع حاصل کرنے کے بعد اصل چیز کو مالک کو واپس کرنا ۔

تو اس تعریف سے وہ چیز خارج ہوگی جس کا نفع حاصل کیا جائے تو وہ ضائع ہو جائے مثلاً کھانے پینے والی چیزیں ۔ عاریت کتاب و سنت اور اجماع کے ساتھ مشروع ہے ۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کافرمان ہے :

اور استعمال کرنے والی چیزوں سے روکتے ہیں الماعون ( 7 )

یعنی وہ چیزیں جو لوگ عام طور پر آپس میں لیتے دیتے ہیں ، تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی مذمت کی ہے جو ضرورت کی چیزوں سے لوگوں کو روکتے اور عاریت نہیں دیتے ۔

جو علماء کرام عاریت کو واجب کہتے ہیں انہوں نے اسی مندرجہ بالا آیت سے استدلال کیا ہے اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہی مسلک ہے کہ اگر مالک غنی ہو تو اسے کوئی چیز عاریت دینے سے نہیں روکنا چاہیئے ۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوظلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گھوڑا عاریتاً لیا تھا اور صفوان بن امیہ سے درعیں عاریتاً حاصل کی تھیں ۔

کسی محتاج اور ضرورت مند کو کوئی چیز عاریتاً دینے میں دینے والے کو اجر و ثواب اور قرب حاصل ہوتا ہے ، اس لیے کہ یہ عمومی طور پر نیکی اور بھلائی کے کاموں میں تعاون ہے ۔

عاریت کے صحیح ہونے کے لیے چار شرطیں ہیں :

پہلی شرط :

عاریت دینے والے کی اہلیت : اس لیے کہ اعارہ میں تبرع کی قسم پائی جاتی ہے ، اس لیے بچے اور مجنون نہ ہی بے وقوف کی عاریت صحیح ہوگی ۔

دوسری شرط :

جسے عاریت دی جا رہی ہے وہ بھی لینے کا اہل ہو ، تا کہ اس کا قبول کرنا صحیح ہو ۔

تیسری شرط :

عاریتاً دی جا رہی چیز کا نفع مباح ہونا چاہیے : تو مسلمان غلام کافر کو عاریتاً نہیں دیا جاسکتا ، اور نہ ہی محرم کا شکار وغیرہ اس لیے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کافرمان ہے :

اور تم برائے اور دشمنی کے کاموں میں تعاون نہ کرو ۔

چوتھی شرط :

کہ عاریتاً دی گئی چیز سے نفع حاصل کرنے کے بعد اس کی اصل باقی رہنا ضروری ہے جس کے اوپر بیان کیا جا چکا ہے ۔

عاریت دینے والے کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ جب چاہے اپنی چیز واپس لے لے لیکن اگر اس چیز کے واپس لینے سے عاریتاً لینے والے کو کوئی نقصان ہونے کا خدشہ ہو پھر نہیں ۔

جیسے کہ اگر کسی نے سامان اٹھانے کے لیے کشتی عاریتاً لی تو اسے اس وقت تک واپس نہیں لیا جاسکتا جب تک کہ وہ سمندر میں ہے ، اور اسی طرح اگر کسی نے دیوار عاریتاً حاصل کی تا کہ وہ اپنی چھت اس پر رکھ سکے تو جب تک اس کے اوپر چھت کی لکڑیاں ہیں اس وقت تک اسے واپس نہیں لیا جاسکتا ۔

اسی طرح عایت لینے والے پر واجب ہے کہ وہ عاریتاً لی گئی چیز کی حفاظت بھی اپنے مال کی طرح ہی کرے تا کہ اس کے مالک تک صحیح سالم لوٹائے جاسکے ، کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

یقیناً اللہ تعالیٰ تمہیں یہ حکم دیتا ہے کہ تم امانتوں کو ان کے مالکوں کو لوٹا دو۔

تو یہ آیت امانت کے لوٹانے کے وجوب پر دلالت کرتی ہے اور اس میں عاریت بھی شامل ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

( آپ امانت کو امانت رکھنے والے کے پاس لوٹا دیں )۔

تو یہ نصوص انسان کے پاس امانت رکھی گئی چیز کی حفاظت اور اسے مالک کو صحیح سالم واپس کرنے کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں ، اور اس عمومی حکم میں عاریت بھی شامل ہوتی ہے ، اس لیے عاریت لینے والا اس کی حفاظت کا ذمہ دار ہے اور وہ چیز اس سے مطلوب بھی ہے ، اور اس کے لیے تو صرف اس چیز سے نفع حاصل کرنا جائز ہے وہ بھی عرف عام کی حدود میں رہتے ہوئے ، تو اس لیے وہ اسے ایسے استعمال نہیں کر سکتا کہ وہ چیز ہی ضائع ہو جائے اور نہ ہی اس کے یہ جائز ہے کہ وہ اس کا ایسا استعمال کرے جو صحیح نہ ہو اس لیے کہ اس کے مالک نے اس کی اجازت نہیں دی۔

اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

احسان کا بدلہ احسان ہی ہے۔

اور اگر اسے جس کے لیے عاریت حاصل کیا گیا تھا استعمال نہیں کرتا بلکہ کسی اور چیز میں استعمال کرتا ہے اور وہ چیز ضائع ہونے کی صورت میں اس کا ضامن ہوگا اور اس کا نقصان دینا واجب ہے۔

اس لیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

( جو کچھ ہاتھ نے لیا اسے واپس کرنا ہے ) اسے پانچ نے روایت کیا اور امام حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔

تو اس سے یہ دلیل ملتی ہے کہ انسان نے جو کچھ لیا ہے وہ اسے واپس کرنا ہے اس لیے کہ وہ دوسرے کی ملکیت ہے اس لیے وہ اس سے بری الذمہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے مالک یا اس کے قائم مقام تک نہیں پہنچ جاتی۔

اگر عاریت لی گئی چیز سے صحیح طریقے پر نفع حاصل کرتے ہوئے وہ چیز ضائع ہو جائے تو عاریت لینے والے پر کوئی ضمان نہیں اس لیے کہ دینے والے اس استعمال کی اجازت دی تھی اور جو کچھ اجازت شدہ پر مرتب ہو اس کی ضمانت نہیں ہوتی۔

اور اگر عاریت لی گئی جس کام کے لیے لی گئی تھی اس کے علاوہ کسی اور استعمال میں ضائع ہو جائے تو اس کی

ضمان میں علماء کرام کا اختلاف ہے :

کچھ کا کہنا ہے کہ : اس پر ضمان واجب ہے چاہے وہ اس نے زیادتی کی یا نہیں کی اس کی دلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ ذیل قول کا عموم ہے :

( ہاتھ نے جو کچھ لیا ہے وہ اس کے ذمہ ہے حتی کہ وہ اسے واپس کر دے ) -

یہ بھی اس جیسا ہی ہے کہ اگر کوئی جانور مرجائے یا کپڑے جل جائیں ، یا جو چیز کی عاریتاً لی گئی ہے وہ چوری ہو جائے -

کچھ علماء کا کہنا ہے کہ اگر وہ کوئی زیادتی نہیں کرتا تو اس پر ضمان نہیں ہے ، اس لیے کہ زیادتی کے بغیر اسے ذمہ کوئی ضمان نہیں ، شائد کہ یہی قول راجح ہے اس لیے کہ عاریتاً لینے والے نے مالک کی اجازت سے اپنے قبضہ میں کیا ہے تو وہ اس کے پاس امانت کی طرح ہی ہے -

مستعیر پر عاریتاً لی گئی چیز کی حفاظت واجب ہے اسے چاہیے کہ وہ اس کا خیال رکھے اور جب اس کا کام ختم ہو جائے تو اسے مالک کی طرف جلدی لوٹائے اور اس میں کسی قسم کی بھی سستی اور کاہلی سے کام نہ لے اور نہ ہی اسے ضائع ہونے دے اس لیے کہ وہ اس کے پاس امانت ہے اور اس کے مالک نے اس پر احسان کیا ہے -

اور پھر اللہ تعالیٰ کا بھی فرمان ہے :

اور کیا احسان کا بدلہ احسان کے علاوہ کچھ اور بھی ہے ؟ .